اکائی- 3 انشاء اور اس کی اقسام

اکائی کے اجزاء

3.1 مقصد

3.2 تمہید

3.3 انشاء کی تعریف اور اس کی اقسام

3.3.1 انشاء کی تعریف

3.3.2 انشاء کی اقسام

معلومات کی جانچ

3.4 امر

3.4.1 امر کی تعریف اور اس کا مخصوص معنی

3.4.2 امر کے صیغے

3.4.3 صیغہائے امر کے دیگر معانی

معلومات کی جانچ

3.5 نہی

3.5.1 نہی کی تعریف اور اس کا مخصوص معنی

3.5.2 صیغۂ نہی کے دیگر معانی

معلومات کی جانچ

3.6 استفہام

3.6.1 استفہام کی تعریف اور اس کا مخصوص معنی

3.6.2 استفہام کے مخصوص ادوات ھمزہ اور ھل

3.6.3 دیگر ادوات استفہام

3.6.4 استفہام کے دیگر معانی

معلومات کی جانچ

3.7 تمنی
3.7.1 تمنی کی تعریف
3.7.2 تمنی کے الفاظ
3.7.3 ترجی کی تعریف اوراس کے الفاظ
3.8 نداء
3.8.1 نداء کی تعریف اوراس کا مخصوص معنی
3.8.2 ادوات نداءاوران کے اصل مواقع استعمال
3.8.3 ادوات نداءاوران کے ثانوی مواقع استعمال
3.8.4 نداء کے دیگر معانی
3.9 خلاصہ
3.10 نمونے کے امتحانی سوالات
3.11 سفارش کردہ کتابیں

3.1 مقصد

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد طلبہ علم المعانی میں زیر بحث آنے والی اصطلاح ''انشاء'' کو سمجھ سکیں گے، نیز یہ بھی جان سکیں گے کہ اس کی کتنی قسمیں ہیں، پھران قسموں کی کتنی اقسام ہیں، اور ہر ایک کے استعمال کرنے کے مواقع کیا ہیں، جس کی وجہ سے کلام میں بلاغت پیدا ہوتی ہے، اور قرآن وحدیث کے ساتھ ساتھ عربی شعرونثر میں جہاں ان میں سے کسی کا استعمال ہوتا ہے اس سے کیا معنویت پیدا ہوتی ہے، اور وہ کلام اپنے اندر کیا امتیاز رکھتا ہے۔

3.2 تمہید

اس اکائی میں یہ بیان کیا جائے گا کہ انشاء کی بنیادی طور پر دوقسمیں ہیں، انشاء طلبی اور انشاء غیر طلبی، انشاء غیر طلبی علم المعانی کی بحث سے خارج ہے، اس لیے اس کی قسموں کا ذکر اختصار سے کیا جائے گا، اور انشاء طلبی چونکہ معانی کی اہم بحث ہے اس لیے اس کی تمام اقسام: امر، نہی، استفہام، تمنی اور نداء کو مختلف مثالوں سے تفصیل کے ساتھ بیان کیا جائے گا، جن میں قرآن وحدیث کی مثالیں بھی ہوں گی، ادباء کی تخلیقات سے بھی اور عام انسانی کلام سے بھی، آپ اس اکائی کو پڑھنے کے بعد عربی شعروادب میں بلاغت کے ان نمونوں کو بہتر طور پر سمجھ سکیں گے جن میں انشاء کا کوئی نہ کوئی پہلو آتا ہو، اوراس کی نمائندگی کرتا ہو۔

3.3 انشاء کی تعریف اور اس کی اقسام

3.3.1 انشاء کی تعریف

انشاء وہ کلام ہے جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہا جا سکے، مثلاً: استاذ نے کہا: ''دل لگا کر پڑھو''، ''کھیل کو مت کرو'' تو اس کو سچا یا جھوٹا نہ کہا جائے گا؛ کیوں کہ سچ یا جھوٹ کا احتمال وہاں ہوتا ہے، جہاں کسی چیز کے ہونے؛ یا نہ ہونے کی خبر دی جائے، اور یہاں ایسا نہیں ہے؛ لہذا یہ انشاء ہے، یہ بات ذہنوں میں تازہ کر لیں کہ خبر کی طرح انشاء میں بھی جملہ کے دو ارکان ہوتے ہیں: محکوم علیہ یا مسند الیہ اور محکوم بہ یا مسند، علمائے بلاغت انشاء کی تعریف اس طرح کرتے ہیں:

''الإنشاء ما لا يصح أن يقال لقائله إنه صادق فيه أو كاذب''.

3.3.2 انشاء کی اقسام

انشاء کی دو قسمیں ہیں:

(1) غیر طلبی۔

(2) طلبی۔

(1) غیر طلبی: انشاءِ غیر طلبی کی تعریف علمائے بلاغت ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''الإنشاء غير الطلبي ما لا يستدعي مطلوباً، وله صيغ كثيرة منها: التعجب، والمدح، والذم، والقسم، وأفعال الرجاء، وكذلك صيغ العقود''. یعنی انشاءِ غیر طلبی وہ انشاء ہے جس میں طلب کے معنی نہ ہوں: یعنی اس کے ذریعہ کسی چیز کو طلب نہ کیا جائے، اس کے مشہور صیغے اس طرح ہیں:

1- ''تعجب'': جیسے تعجب سے کہا جائے: ''یہ پھول کتنا خوب صورت ہے!'' عربی میں اس کے دو صیغے ہوتے ہیں:

(الف) **ما أفعله** جیسے: **''ما أحسن عليّا''** (علی کتنا خوبصورت ہے!)۔

(ب) **أفعِل به** جیسے: **''أكرِم بخالد''** (خالد کتنا سخی ہے!) یا قرآن مجید کی یہ مثال: ﴿**أسمِع بهم وأبصِر**﴾ (مریم: 38) (کیا ہی سننے والے اور کیا ہی دیکھنے والے ہوں گے)۔

2- ''مدح وذم'': یعنی تعریف یا مذمت کی جائے، جیسے: ''آپ کے والد کیسے شریف انسان ہیں، اور آپ کیسے نامعقول آدمی ہیں!''، عربی میں اس کے لیے مختلف الفاظ استعمال ہوتے ہیں: مثلا مدح کے لیے: **''نِعمَ''** اور **''حبّذا''**، اور مذمت کے لیے: **''ساء''** اور **''بئس''** جیسے: **''نعم الرجل حامد''** (حامد کیا آدمی ہے''، اور **''بئست المرأة هند''** (ہند کتنی بری عورت ہے)۔

3- ''قسم'': یعنی قسم کھائی جائے، جیسے ''بخدا! میں تیرے پاس گیا تھا''، عربی میں اس کے لیے بہت سے حروف ہیں جن کا ذکر خبر کی بحث میں آپ پڑھ چکے ہیں مثلا: واو: جیسے: **''والله أذهب''** (بخدا میں جاؤں گا)۔

4- ''رجاء'': یعنی امید کے ساتھ کوئی بات کہی جائے جیسے: ''شاید کہ وہ آجائے!'' یا جیسے قرآن میں ہے: ﴿**عسى الله أن ياتي بالفتح**﴾ (المائدہ: 52) (امید ہے کہ اللہ تعالی فتح سے نواز دیں)۔

5- عقود کے صیغے یعنی جب کوئی عقد اور معاملہ کیا جائے اور اسے تعبیر کرنا ہو جیسے: ''میں نے بیچا تو نے خریدا''، فعل ماضی کے ذریعہ ہو جیسے: "**بعت**" (میں نے بیچا)، یا "**وهبت**" (میں نے ہدیہ کیا) یا امر کے ذریعہ جیسے: "**امرأتي طالق**" (میری بیوی کو طلاق)۔

ان مثالوں میں طلب کے معنی نہیں ہیں۔

انشا کی یہ دوسری قسم (غیر طلبی) علم معانی کی بحث سے خارج ہے، اس لیے انہی مثالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

(2) طلبی: انشاءِ طلبی کی تعریف علمائے بلاغت ان الفاظ میں کرتے ہیں: "**الطلبي ما يستدعي مطلوبا غير حاصل وقت الطلب، ويكون بالأمر ، والنهي، والاستفهام، والتمني، والنداء**"

انشاءِ طلبی وہ انشاء ہے جس میں طلب کے معنی ہوں: یعنی اس کے ذریعہ کسی ایسی چیز کو طلب کیا جائے، جو اس وقت حاصل نہیں؛ جیسے ''انشاء کی تعریف بتاؤ''، ''بلاغت کس کو کہتے ہیں؟''، ''کاش میں بھی شاعر ہوتا!'' ان مثالوں میں طلب کے معنی موجود ہیں۔ اور جیسے قرآن پاک میں ہے:

﴿**وأقيموا الصلوٰة واٰتوا الزكوٰة**﴾ (**البقرة: 110**) (اور نماز ادا کرتے رہو اور زکاۃ دیتے رہو)۔

انشاءِ طلبی کی پانچ صورتیں ہیں:

(1) ''امر'': جیسے: "**أحِبَّ لغيرك ما تحب لنفسك**" (دوسروں کے لیے بھی وہی پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو)۔

(2) ''نہی'': جیسے: "**لا تطلب من الجزاء إلا بقدر ما صنعت**" (اجرت طلب نہ کرو مگر اسی کے بقدر جتنا تم نے کام کیا)۔

(3) ''استفہام'': جیسے: "**هل يعقل الحيوان؟**" (کیا جانور سمجھ سکتا ہے؟)۔

(4) ''تمنی'': جیسے: "**ليت الشباب يعود يوماً**" (کاش جوانی لوٹ کر آتی)۔

(5) ''نداء'': جیسے: "**يا شجاع أقدِم**" (اے بہادر! اقدام کر)۔

یہاں سے ان پانچوں کی تفصیلات بیان کی جاتی ہیں۔

معلومات کی جانچ

1- انشاء کی تعریف کیجئے۔

2- انشاءِ غیر طلبی اور اس کی اقسام لکھئے۔

3- انشاءِ طلبی اور اس کی اقسام لکھئے۔

3.4 امر

3.4.1 امر کی تعریف اور اس کا مخصوص معنی

ماہرین بلاغت امر کی تعریف اس طرح کرتے ہیں: "**الأمر طلب الفعل على وجه الاستعلاء**" (خود کو بلند سمجھ کر کسی سے کوئی کام طلب کرنا ''امر'' کہلاتا ہے) جیسے: ''ایک گلاس پانی لاؤ''، ''یہ کتاب احمد کو دے دو'' وغیرہ۔ اور جیسے قرآن پاک میں ہے: ﴿**يا يحيٰ خذ الكتاب بقوة**﴾ (**مريم: 12**) اے یحیٰ ہماری کتاب کو زور سے پکڑے رہو۔

3.4.2 امر کے صیغے

فن بلاغت کے مطابق:

"للأمر أربع صيغ: فعل الأمر، والمضارع المقرون بلام الأمر، واسم فعل الأمر، والمصدر النائب عن فعل الأمر"

امر کے چار صیغے ہیں:

1- فعل امر: جیسے اللہ تعالی کا فرمان: ﴿**أقم الصلاة لدلوك الشمس إلى غسق الليل**﴾ (**الإسراء: 78**) (سورج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک نمازیں پڑھا کیجئے) یا ﴿**وأقِيموا الصلوة**﴾ (**البقرة: 43**)۔

2- فعل مضارع مقرون بہ لام امر: جیسے قرآن میں ہے: ﴿**لِينفِق ذو سعة مِن سعتِهِ، ومن قدِر عليهِ رِزقه فلينفِق مِما آتاه الله**﴾ (**الطلاق: 7**) (وسعت والے کو چاہئے کہ اپنی گنجائش کے مطابق خرچ کرے، اور جس کی کم آمدنی ہو تو اللہ نے جو دیا ہے اسی کے مطابق خرچ کرے)۔

3- اسم فعل امر: جیسے: ﴿**يا أيها الذِين آمنوا عليكم نفسكم لايضركم من ضل إِذا اهتديتم**﴾ (**المائدة: 105**) (اے ایمان والو! تم پر تمہاری ذمہ داری ہے، اگر تم راہ راست پر ہو تو، تو جو گمراہ ہو وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا)۔

4- مصدر جو فعلِ امر کا قائم مقام ہو: جیسے: ﴿**وبالوالدين إحسانا**﴾ (**الإسراء: 23**)۔

3.4.3 صیغہائے امر کے دیگر معانی

اہل بلاغت کا بیان ہے:

"قد تخرج صيغ الأمر عن معناها الأصلي إلى معان أخرى تستفاد من سياق الكلام، كالإرشاد، والدعاء، والالتماس، والتمني، والإباحة، والتخيير، والتسوية، والتعجيز، والتهديد، والإهانة، والامتنان، والإكرام".

یعنی کبھی کبھی امر سے اس کے اصل معنی مراد نہیں ہوتے، بلکہ حسب حال دوسرے معانی مراد لیے جاتے ہیں؛ مثلاً: ارشاد، دعاء، التماس، تمنا، اباحت، تخییر، تسویہ، تعجیز، تہدید، اہانت، امتنان، اکرام، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1-"الإرشاد": اس کا مطلب، نصیحت اور خیر خواہی ہے؛ جیسے "امتحان کا وقت ہے، محنت سے پڑھو"۔ اور جیسے قرآن میں ہے: ﴿**خذ العفو وأمر بالعرف وأعرض عن الجاهلين**﴾ (**الأعراف: 199**) (اے محمد ﷺ! عفو اختیار کریں، اور نیک کام کرنے کا حکم دیں؛ اور جاہلوں سے کنارہ کرلیں۔

آیت کریمہ میں امر "ارشاد" کے لیے ہے۔

2-"الدعاء": جیسے قرآن میں ہے: ﴿**رب اشرح لي صدري ويسّر لي أمري**﴾ (**طٰه: 25**) (میرے پروردگار! میرا سینہ کھول دے، اور میرا کام آسان کردے) یا کسی اور بڑے سے کوئی درخواست ہو تو وہ بھی اسی زمرہ میں آتی ہے جیسے: "**أخا الجود أعط الناس ما أنت مالك**" (اے فیاض و داتا! اپنے مال میں سے لوگوں کو دیتے جاؤ)۔

3-"الالتماس": یعنی مرتبہ میں ہم پلہ آدمی سے - بلا تواضع و بلندی کے - نرمی کے ساتھ کسی چیز کا سوال کرنا، یا یوں کہہ لیجئے: اپنے برابر والے سے کچھ طلب کرنا جیسے: ﴿**وقال موسى لأخِيهِ هارون اخلفني فِي قومي وأصلِح**﴾ (**الأعراف: 142**) (اور موسیٰ نے اپنے بھائی

ہارون سے کہا: میری عدم موجودگی میں میری قوم کا انتظام سنبھالنا، اصلاح کرتے رہنا)، یا جیسے: ''ذرا اپنی کتاب دیجئے''، یا امرؤالقیس کا یہ مشہور شعر:

قفا نبک من ذکری حبیب ومنزل

بسقط اللوی بین الدخول فحومل

(اے میرے دونوں ساتھیو! ذرا ٹھہرو کہ محبوب کی جدائی اور اس گھر کے چھوٹنے پر کچھ آنسو بہالیں جو سقط لوی میں دخول وحومل کے درمیان واقع ہے)۔

4-"التمني": غیر مقدور یا غیر ممکن الحصول یا غیر متوقع کسی چیز کو طلب کرنا، جیسے: ﴿**ربنا أخرجنا مِنها فإن عدنا فإنا ظالِمون**﴾ (**المؤمنون**: 107) (ہمارے پروردگار! ہمیں یہاں سے نکال دیجئے، اگر ہم پھر ایسا کریں گے تو ہم ضرور ظلم کرنے والے ہوں گے)۔

یا کسی ناممکن چیز کی آرزو اور خواہش کرنا، جیسے:

ألا أیها اللیل الطویل ألا انجل

بصبح وما الإصباح منک بأمثل

(کاش اے رات تری تاریکیاں چھٹ جاتیں کہ میں صبح کی سپیدی دیکھ پاتا، پھر پلٹ کر کہتا ہے کہ کیا فائدہ! میری صبح تجھ سے بہتر نہیں کہ پھر دن میں انہیں غموں کے ساتھ بسر کرنا ہے جو ساری رات تڑپاتے ہیں)۔ یا شاعر کا یہ شعر:

یا دار عبلة بالجواء تکلمي

وعمي صباحاً دار عبلة واسلمي

(اے مقام جواء میں عبلہ کے گھر! ذرا اپنے مکیں کا کچھ تو حال سناؤ یعنی کاش یہ گھر سنا پاتا، اے دیار عبلہ اللہ تمہیں ہمیشہ اچھا رکھے اور مصیبتوں سے محفوظ)۔

5-"الإباحة": یعنی اجازت دینا، جیسے ''یہ میرا قلم لے لو''۔ اور جیسے قرآن پاک میں ہے: ﴿**وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الأبیض من الخیط الأسود من الفجر**﴾ (**البقرة**: 187) (اور کھاؤ اور پیو! یہاں تک کہ صبح کی سفید دھاری رات کی سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے)۔

ظاہر ہے کہ آیت پاک میں کھانے اور پینے کا امر ''اباحت'' واجازت'' کے لیے ہے۔

6-"التخییر": اس کا مطلب دو چیزوں میں سے کسی ایک کا اختیار دینا ہے، جیسے شاعر کہتا ہے:

فمن شاء فلیبخل ومن شاء فلیجُد

کفاني نَداکم عن جمیع المطالب

(جس کا جی چاہے بخل کرے، جس کا جی چاہے فیاضی کرے، آپ کی سخاوت میری تمام ضروریات کے لیے کافی ہے)۔ یا جیسے کہا جائے کہ: ''یا معاف کردو یا بدلہ لے لو''۔

7-"التسویة": یعنی دو چیزوں کے درمیان برابری اور مساوات ظاہر کرنا، جیسے قرآن پاک میں ہے: ﴿**وأسرّوا قولکم أو اجهروا به، إنه علیم بذات الصدور**﴾ (**الملک**: 13) (اور تم بات پوشیدہ کہو یا ظاہر، وہ دل کے بھیدوں تک سے واقف ہے)۔ آیت کریمہ میں

﴿وأسرّوا قولكم أو اجهروا به﴾ کا امر''تسویہ'' کے لیے ہے،یعنی اللہ پاک کے نزدیک دونوں باتیں برابر ہیں، یا جیسے کہا جاتا ہے: ''اصبروا أو لا تصبروا''(صبر کرو یا نہ کرو) یعنی دونوں برابر ہے۔

8-''التعجیز'': اس سے مراد کسی کام کے کرنے سے مخاطب کی عاجزی اور درماندگی ظاہر کرنا ہے؛ جیسے''اگر تم سچے ہو تو گواہ پیش کرو''، ''ہمت ہے تو میدان میں آؤ''،''گواہ پیش کرو''، ''میدان میں آؤ'' یہ امر''تعجیز'' کے لیے ہیں: یعنی ایسا نہیں کر سکتے، اور جیسے قرآن میں ہے: ﴿فأتوا بسورة من مثله﴾ (البقرة: 23) (تو اس طرح کی ایک سورت تم بھی بنالاؤ) یعنی تم نہیں لا سکتے۔ یہاں'' فأتوا''کا امر''تعجیز'' کے لیے ہے۔

9-''التهدید'': مامور بہ (جس کو حکم دیا گیا ہو) سے ناراضگی کے موقع پر اس کو ڈرانا اور دھمکانا: جیسے: ﴿وجعلوا لِلهِ أندادا لِيضِلوا عن سبِيلِهِ، قل تمتعوا فإِن مصِير كم إِلى النار﴾ (إبراهيم: 30) (اور ان لوگوں نے اللہ کے لیے شریک ٹھہرا لیے ہیں تا کہ لوگوں کو اللہ کے راستہ سے ہٹادیں، آپ کہہ دیجئے: کچھ دن عیش کرلو، پھر تمہارا آخری ٹھکانہ دوزخ ہی ہے) اس میں مخاطب کو ایک بات سے ڈرایا گیا اور دھمکی دی گئی، اسی طرح یہ مثال:''جو تمہارے جی میں آئے سو کرو''۔اور جیسے قرآن سے ہی دوسری مثال: ﴿اعملوا ما شئتم إنه بما تعملون بصير﴾ (حٰم السجدة: 40) (جو چاہو سو کرلو، جو کچھ تم کرتے ہو وہ اس کو دیکھ رہا ہے)۔

یہاں''اعملوا''کا امر''تہدید'' کے لیے ہے۔

10-''الإهانة'': اس سے مراد ذلت وحقارت کا اظہار ہے، جیسے''غیرت ہے تو چلو بھر پانی میں ڈوب مر''،''ڈوب مر'' کا امر''توہین وتذلیل'' کے لیے ہے۔اور جیسے قرآن میں ہے: ﴿کونوا حجارة أو حديدا﴾ (بني إسرائيل: 50) (خواہ تم پتھر ہو جاؤ، یا لوہا)۔

آیت پاک میں ''کونوا''کا امر''اہانت'' کے لیے ہے۔

11-''الامتنان'': یعنی احسان جتانا، جیسے''خدا نے جو تمہیں رزق دیا ہے، اس سے کھاؤ''،''کھاؤ'' کا امر''امتنان اور احسان جتانے'' کے لیے ہے۔اور جیسے قرآن میں ہے: ﴿فكلوا مما رزقكم الله﴾ (النحل: 114) (پس خدا نے جو تم کو رزق دیا ہے اس سے کھاؤ)۔

ظاہر ہے کہ یہاں ''فکلوا'' کا امر''امتنان'' کے لیے ہے۔

12-''الإكرام'': یعنی تعظیم کرنا: جیسے:''جناب تشریف لائیں''۔اور جیسے قرآن میں ہے: ﴿ادخلوها بسلام آمنين﴾ (الحجر: 46) (سلامتی کے ساتھ بہ اطمینان جنت میں داخل ہو جاؤ)۔

یہاں ''ادخلوا''کا امر''اکرام'' کے لیے ہے۔

معلومات کی جانچ

1- امر کی تعریف کیجئے۔

2- امر کے صیغے مع مثال لکھئے۔

3- امر اپنے حقیقی معنی کے علاوہ اور کن معنوں میں مستعمل ہے؟ مثالوں کے ساتھ لکھئے۔

3.5 نہی

3.5.1 نہی کی تعریف اوراس کا مخصوص معنی

اہل بلاغت کہتے ہیں: "**النهي طلب الكفّ عن الفعل على وجه الاستعلاء**". (خودکو بڑا جان کر کسی کو کسی کام سے منع کرنا "نہی" کہلاتا ہے) جیسے "بازار مت جا"، "نجیب کے ساتھ مت رہ" وغیرہ، اور جیسے قرآن مجید میں ہے: ﴿**ولا تجسسوا ولا يغتب بعضكم بعضاً**﴾ (**الحجرات**: 12) (اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کیا کرو، اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے)۔

نہی کا صرف ایک ہی صیغہ ہوتا ہے اور وہ ہے لائے نہی کے ساتھ فعل مضارع: "**لا تفعل**"۔

3.5.2 صیغۂ نہی کے دیگر معانی

امر کی طرح کبھی نہی سے بھی حقیقی معنی مراد نہیں ہوتے، بلکہ بہ اعتبار قرینہ دوسرے معانی مراد لیے جاتے ہیں؛ مثلاً دعاء، التماس، تمنا، ارشاد، توبیخ، تیئیس، تہدید، تحقیر، ماہرین بلاغت کہتے ہیں:

"**قد تخرج صيغة النهي عن معناها الحقيقي إلى معان أخرى تستفاد من السياق وقرائن الأحوال، كالدعاء، والالتماس، والتمني، والإرشاد، والتوبيخ، والتيئيس، والتهديد، والتحقير**".

اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1-"الدعاء": جیسے "خدایا! مجھے اپنی رحمت سے نہ نکال"۔ اور جیسے قرآن میں ہے: ﴿**ربنا لا تؤاخذنا إن نسينا أو أخطأنا**﴾ (**البقرة**: 286) (اے ہمارے پروردگار! اگر ہم سے بھول یا چوک ہوگئی ہو تو ہم سے مؤاخذہ نہ کیجئے)۔

ظاہر ہے کہ آیت کریمہ میں "لاتؤاخذنا" کی نہی "دعا" کے لیے ہے۔

2-"الالتماس": دو ہم عمر یا ہم رتبہ افراد میں سے ایک کا دوسرے کو بغیر تعلّی کے نرمی کے ساتھ روکنا جیسے: ﴿**قال يبنؤم لا تأخذ بلحيتي ولا برأسي**﴾ (**طه**: 94) (ہارون نے کہا: اے میرے ماں شریک بھائی! میری داڑھی اور سر کے بال نہ پکڑو)۔

3-"التمني": کسی ایسی چیز کو جس کا واقع ہونا یقینی ہو اس سے رکنے کا مطالبہ کرنا جیسے: "**أعينيّ جودا ولا تجمُدا**" (اے میری دونوں آنکھیں پوری سخاوت سے آنسو بہاؤ اور اسے رکنے نہ دو"۔

4-"الإرشاد": مخلصانہ رائے دینا اور ہمدردی کے ساتھ ایسی رہنمائی کرنا جس میں مخاطب کا فائدہ ہو، جیسے قرآن میں ہے: ﴿**يا أيها الذين اٰمنوا لا تسئلوا عن أشياء إن تبد لكم تسؤكم**﴾ (**المائدة**: 110) (اے ایمان والو! ایسی چیزوں کے بارے میں مت سوال کرو کہ اگر ان کی حقیقتیں تم پر ظاہر کردی جائیں، تو تمہیں بری لگیں۔

آیت کریمہ میں "**لا تسئلوا**" کی نہی "نصیحت وارشاد" کے لیے ہے۔

5-"التوبيخ": اس کا مطلب مخاطب کو زجر وتوبیخ کرنا اور اظہار ناراضگی ہے، جیسے "مجھے مت کہہ! جب تو خود نہیں کرتا"۔ جیسے قرآن میں ہے: ﴿**ولا تلبسوا الحق بالباطل وتكتموا الحق وأنتم تعلمون**﴾ (**البقرة**: 42) (اور حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ، اور سچی بات کو جان

بوجھ کر نہ چھپاؤ)۔

ظاہر ہے کہ ﴿ولا تلبسوا وتکتموا الحق﴾ کی نہی ''توبیخ'' کے لیے ہے، یا شاعر کا یہ شعر:

لا تنه عن خلق وتأتيَ مثله

عار علیک إذا فعلت عظیم

(ایسی باتوں سے منع مت کرو جس کو تم خود کرتے ہو، اگر تم ایسا کرتے ہو تو تمہارے لیے بڑے شرم کی بات ہے)۔

6-"التیئیس": یعنی کسی چیز سے بالکل مایوس کر دینا جیسے قرآن میں ہے: ﴿**لا تعتذروا قد کفرتم بعد إیمانکم**﴾ (التوبۃ: 66) (بہانے نہ کرو، حقیقت یہ ہے کہ تم (بہ ظاہر) ایمان لانے کے بعد کفر کی طرف چلے گئے)۔

7-"التهديد": جیسے: "**لا تنته عن غیّک**" (اپنی گمراہی سے باز نہ آنا) یا "**لا تمتثل أمري**" (میری بات نہ ماننا) یا یہ کہ: 'میری بات مت سنو! مزہ چکھ لوگے''، اور جیسے: ''آوارہ گردی سے باز نہ آنا'' وغیرہ۔

8-"التحقير": خوب ذلیل اور بے عزت کرنے کے لیے، جیسے: ﴿**قال اخسئوا فیها ولا تکلمون**﴾ (المؤمنون: 108) (اللہ فرمائیں گے: اسی میں ذلت کے ساتھ پڑے رہو اور مجھ سے بات مت کرو)، یا یہ آیت: ﴿**فلا یقربوا المسجِد الحرام بعد عامهِم هذا**" (التوبۃ: 28) (اس لئے وہ اس سال کے بعد سے مسجد حرام کے قریب بھی نہ آئیں)، یا جیسے کہا جاتا ہے: ''اس سے گفتگو نہ کریں! یہ گفتگو کے لائق نہیں''۔ اور جیسے ''اس نامعقول آدمی کے بارے میں کچھ مت پوچھ!''۔

معلومات کی جانچ

1- نہی کی تعریف کیجئے۔

2- نہی اپنے حقیقی معنی کے علاوہ اور کن معنوں میں مستعمل ہے؟ مثالوں کے ساتھ لکھئے۔

3.6 استفہام

3.6.1 استفہام کی تعریف اور اس کا مخصوص معنی

علمائے بلاغت کہتے ہیں: "**الاستفهام طلب العلم بشيء لم یکن معلوماً من قبل**" (کسی چیز کے بارے میں جو پہلے سے معلوم نہ ہو سوال کرنا یا کسی ایسی چیز کے علم کو طلب کرنا جو پہلے سے حاصل نہ تھا ''استفہام'' کہلاتا ہے)۔

3.6.2 استفہام کے مخصوص ادوات همزہ اور هل

اس کے لیے اردو میں یہ الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں ''کیا، کون، کب، کیسا، کہاں، کتنا، کدھر، کیوں''، عربی میں بھی ان کے لیے مخصوص الفاظ ہیں، لیکن ان میں ''**همزہ**'' اور ''**هل**'' کے کچھ مخصوص مواقع استعمال ہیں اس لیے ان کا علیحدہ بیان کیا جاتا ہے، پھر دیگر ادوات استفہام کا ذکر آئے گا، علمائے بلاغت کہتے ہیں:

"**له أدوات کثیرة منها الهمزة وهل، یطلب بالهمزة أحد أمرین:**

(1) "التصور وهو إدراک المفرد، وفي هذه الحال تأتي الهمزة متلوّة بالمسؤل عنه، ويذكر له في الغالب معادل بعد أم".

(2) "التصديق وهو إدراک النسبة، وفي هذه الحال يمتنع ذكر المعادل".

"يطلب بهل التصديق ليس غير، ويمتنع معها ذكر المعادل".

یعنی استفہام کے بہت سے ادوات اور الفاظ ہیں، جن میں سے " همزه " اور " هل " بھی ہیں۔

(1) " همزه " سے بنیادی طور پر دو میں سے کوئی ایک چیز طلب کی جاتی ہے:

(الف) "تصور": یعنی دو میں سے ایک کی تعیین کے بارے میں سوال، گویا سوال کرنے والا یہ جانتا ہے کہ یہ کام ہوا ہے لیکن اسے یہ یقینی طور پر معلوم نہیں کہ کس نے کیا ہے، اسی کو کہتے ہیں کہ وہ "نسبت" کے بارے میں نہیں بلکہ "فرد" کے بارے میں سوال کر رہا ہے، جیسے سوال کرنے والا کسی سے سوال کرے: "أأنت المسافر أم أخوک؟" (آپ مسافر ہیں یا آپ کے بھائی؟) تو اس سوال سے ظاہر ہے کہ سوال کرنے والے کو یہ معلوم ہے کہ سفر یقینی طور پر ہوا ہے، اور اس کا تعلق مخاطب یا اس کے بھائی میں سے کسی ایک سے ہے، اس لیے وہ نسبت یعنی سفر کے ہونے نہ ہونے کے بارے میں سوال نہیں کر رہا ہے بلکہ وہ فرد کا سوال کر رہا ہے کہ آپ دونوں میں سے کس نے سفر کیا ہے، اور ایسی صورت میں متکلم اپنے مخاطب سے یہ چاہتا ہے کہ وہ اس "مفرد" کی تعیین کر دے جس نے سفر کیا ہے، اسی لیے اس کا جواب تعیین کے ساتھ ہوتا ہے، مثلاً: "أخي" یعنی میرا بھائی مسافر ہے۔

اور اس شکل میں وہ مفرد جس کے بارے میں سوال کیا جا رہا ہے وہ ہمزہ کے فوراً بعد آتا ہے، خواہ وہ **(1)** مسند الیہ ہو جیسے مذکورہ مثال میں، یا **(2)** مسند ہو جیسے: "أمشتر أنت أم بائع؟" (کیا آپ خریدنے والے ہیں یا بیچنے والے؟) یا **(3)** مفعول بہ ہو جیسے: "أشعيراً زرعت أم قمحاً؟" (آپ نے جو کی کاشت کی یا گیہوں کی؟) یا **(4)** حال ہو جیسے: "أراكباً جئت أم ماشياً؟" (آپ سوار ہو کر آئے یا پیدل؟) یا **(5)** ظرف ہو جیسے: "أيوم الجمعة يستريح العمّال أم يوم الأحد؟" (کیا مزدور جمعہ کو آرام کرتے ہیں یا اتوار کو؟)۔

اسی طرح آپ دیکھیں گے کہ اس مفرد کے مقابلہ میں بھی کسی کا ذکر آتا ہے جو لفظ "أم" کے بعد آتا ہے، اور اسے "معادل" کہتے ہیں، کبھی یہ "معادل" یعنی مقابل میں آنے والا لفظ حذف بھی کر دیا جاتا ہے جیسے: "أأنت المسافر؟" یا "أمشتر أنت؟" جو بالترتیب اصل میں "أأنت المسافر أم أخوک؟" یا "أمشتر أنت أم بائع؟" تھے۔

(ب) "تصدیق": دوسرا کام ہمزہ کا تصدیق کو طلب کرنا ہے یعنی نسبت کے بارے میں سوال کرنا کہ کام ہوا یا نہیں یا ایسا ہوتا ہے یا نہیں، اور اس شکل میں اس کے بالمقابل کوئی اور لفظ نہیں ذکر کیا جائے گا، جیسے: "أيصدأ الذهب؟" یا "أيسير الغمام؟" یا "أتتحرک الأرض؟"، پہلی مثال میں وہ یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ کیا سونا بھی لوہے کی طرح زنگ آلود ہوتا ہے؟ دوسری مثال میں یہ پوچھنا چاہتا ہے کہ کیا بادل چلتا ہے، تیسری میں یہ کیا زمین گھومتی ہے؟ اس کا جواب اگر اثبات میں ہو تو جواب "نعم" سے ہوگا، اور اگر نفی میں ہو تو "لا" سے۔

(2) "هل" سے صرف تصدیق کو طلب کیا جاتا اور اس کے ساتھ بالمقابل کوئی لفظ لانا منع ہے، جیسے: "هل يعقل الحيوان؟" (کیا جانور سمجھتا ہے؟)، یا "هل يحسّ النبات؟" (کیا نباتات میں احساس ہوتا ہے)، یا "هل ينمو الجماد؟" (کیا جمادات میں نشو ونما ہوتی ہے؟)۔

ان تفصیلات سے معلوم ہوا کہ ہمزہ کے دو استعمال ہیں:

طلب تصور اور طلبِ تصدیق: یعنی کسی ایسی چیز (جزوِ جملہ یا نسبتِ جملہ) کے متعلق جانکاری طلب کرنا جس کی واقفیت نہ ہو؛ پھر اگر دو چیزوں کے درمیان وقوع یا عدم وقوع کے بارے میں سوال ہے تو اسے ''طلب تصدیق'' کہتے ہیں؛ لیکن اگر نسبت کا یقین ہو، اور سوال کسی جزوِ جملہ یا فرد کے بارے میں ہو تو اسے 'طلبِ تصور' کہتے ہیں، مفرد کا جاننا ''تصور' اور نسبت کا جاننا ''تصدیق'' کہلاتا ہے۔

اسی طرح ''ھل'' میں بھی مفرد کو جاننا مقصود نہیں ہوتا بلکہ نسبت کو جاننے کے لیے سوال کیا جاتا ہے، اس لیے اس کا جواب اگر اثبات میں ہو تو جواب ''نعم'' سے ہوگا، اور اگر نفی میں ہو تو ''لا'' سے دیا جائے گا، ''ھل'' کی مثالوں پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ یہ صرف طلب ''تصدیق' کے لیے آتا ہے، اور اس کے بعد جو لفظ استعمال ہو اس کے بالمقابل معادل یعنی کوئی اور لفظ ذکر نہیں کیا جاتا۔

'' ھمزہ ''اور'' ھل ''کی جو تفصیلات بیان کی گئیں ان سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ کس موقع پر ان میں سے کس کا استعمال کریں گے۔

3.6.3 دیگر ادوات استفہام

علمائے بلاغت لکھتے ہیں: ''للاستفهام أدوات أخرى غير الهمزة وهل، وهي:

1-من: ويطلب بها تعيين العقلاء.

2-ما: ويطلب بها شرح الاسم أو حقيقة المسمى.

3-متى: ويطلب بها تعيين الزمان ماضياً كان أو مستقبلاً.

4-إيّان: ويطلب بها تعيين الزمان المستقبل خاصة، وتكون في موضع التهويل.

5-كيف: ويطلب بها تعيين الحال.

6-أين: ويطلب بها تعيين المكان.

7-أنّىٰ: وتأتي لمعان عدّة، فتكون بمعنى كيف، وبمعنى من أين، وبمعنى متى.

8-كم: ويطلب بها تعيين العدد.

9-أيّ: ويطلب بها تعيين أحد المتشاركين في أمر يعمهما، ويسأل بها عن الزمان والمكان والحال والعدد والعاقل وغير العاقل على حسب ماتضاف إليه.

جميع الأدوات المتقدمة يطلب بها التصور، ولذلك يكون الجواب بتعيين المسؤل عنه''.

یعنی استفہام کے لیے ''ھمزہ'' اور ''ھل'' کے علاوہ بھی کچھ ادوات یا الفاظ استعمال ہوتے ہیں، اور وہ درج ذیل ہیں:

1-''مَن'' (کون): اس کے ذریعہ عام طور پر ذوی العقول کی تعیین کے بارے میں سوال ہوتا ہے، جیسے: ''من اختطّ القاهرة؟'' (قاہرہ کا منصوبہ کس نے بنایا؟)، ''من بنى التاج؟'' (تاج محل کس نے بنایا؟)، ''کون آیا؟''، ''کون گیا؟'' وغیرہ۔

2-''مَا'' (کیا): اس کے ذریعہ عام طور پر غیر عاقل چیزوں کی تعیین کے بارے میں سوال ہوتا ہے، کبھی اس سے کسی اسم کی تشریح معلوم کی جاتی ہے جیسے: ''ما الكرى؟'' تو جواب دیا جائے گا، ''هو نوم''، اور کبھی اس سے مسمّی کی حقیقت معلوم کی جاتی ہے، جیسے: ''ما الإسراف؟'' تو جواب دیا جائے گا: ''هو تجاوز الحد في النفقة وغيرها'' (اخراجات وغیرہ میں حدود سے تجاوز کرنا)۔

3-''متى'' (کب): اس کے ذریعہ زمانہ ماضی یا مستقبل کی تعیین کا سوال ہوتا ہے، جیسے: ''متى تولى الخلافة عمر؟''، متى يعود

المسافرون؟" "ہم نے تم سے کب کہا تھا؟"۔اور"تم سفر پر کب جاؤ گے؟"

4-"أيّان": (کب) زمانہ مستقبل کی تعیین کے لیے بھی آتا ہے، جیسے قرآن پاک میں ہے:﴿**يسأل أيان يوم القيامة**﴾ (**القيامة: 6**) پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب ہوگا؟

آیت کریمہ میں "أيان"، بمعنی "کب" سے زمانہ مستقبل کی تعیین کا سوال ہے۔

5-"كيف": (کیسے): اس کا استعمال حالت وکیفیت کے سوال کے لیے ہوتا ہے، جیسے "آپ کیسے ہیں؟" اور جیسے قرآن میں ہے: ﴿**فكيف إذا جئنا من كل أمة بشهيد**﴾(**النساء: 41**) (بھلا وہ دن کیسا ہوگا؟ جب ہم ہر امت میں سے احوال بتانے والے کو بلائیں گے)۔

یہاں "کیف"، بمعنی "کیسا" حالت وکیفیت کے لیے ہے: یعنی اس دن کیا حال ہوگا، اور کیسی کیفیت رہے گی؟۔

6-"أين": (کہاں): اس کے ذریعہ مکان اور جگہ معلوم کی جاتی ہے، جیسے: "**أين دجلة والفرات؟**" (دجلہ وفرات کہاں ہیں؟) یا "تیرا گھر کہاں ہے؟"، اور "تجھے کہاں جانا ہے؟"۔

7-"أنّى": (کیسے): یہ کئی معنوں کے لیے آتا ہے، کبھی "کیف" کے معنی میں ہوتا ہے جیسے: "**أنّى تسود العشيرة وأبناؤها متخاذلون**" (خاندان کہاں سیادت کرسکتا ہے جبکہ اس کے افراد آپس میں ہی بے یار و مددگار رہوں؟) اور کبھی "**مِن أين**" کے معنی میں جیسے: "**أنّى لهم هذا المال وقد كانوا فقراء**" (ان کے پاس کہاں سے یہ مال آیا جبکہ وہ تنگ دست تھے؟)، کبھی "**متى**" کے معنی میں جیسے: "**أنّى يحضر الغائبون؟**" (غائب لوگ کب حاضر ہوں گے؟)۔

8-"كَم": (کتنا): اس کا استعمال تعداد معلوم کرنے کے لیے ہوتا ہے، جیسے "تم کتنے دن اپنے گھر رہے؟"۔اور "مجھے کتنے روپے دیے تھے؟"۔اور جیسے قرآن پاک میں ہے:﴿**كم لبثتم**﴾(**الكهف: 19**) (کتنی مدت رہے؟)۔

9-"أيّ": اس کے ذریعہ مشترکہ طور پر کسی کام میں دو شرکت کرنے والے اشخاص یا اشیاء میں سے ایک کی تعیین کی جاتی ہے، اس کے ذریعہ زمان، مکان، حال، عدد، عاقل غیر عاقل سب کے بارے میں سوال کیا جاسکتا ہے، جیسے:﴿**أيّ الفريقين خير مقاما**﴾(**مريم: 73**) (دونوں فریقوں میں سے کس کا مقام بہتر ہے؟)۔

واضح رہے کہ مذکورہ تمام ادوات سے صرف تصور کو طلب کیا جاتا ہے، اسی لیے اس کا جواب صرف اس چیز کی تعیین کے ذریعہ مکمل ہوجاتا ہے جس کے بارے میں سوال کیا گیا ہو۔

3.6.4 استفہام کے دیگر معانی

علمائے بلاغت لکھتے ہیں: "**قد تخرج ألفاظ الاستفهام عن معانيها الأصلية لمعان أخرى تستفاد من سياق الكلام كالنفي، والإنكار، والتقرير، والتوبيخ، والتعظيم، والتحقير، والاستبطاء، والتعجب، والتسوية، والتمني، والتشويق، والإثبات، والأمر، والنهي، والاستهزاء، والتنبيه**".

یعنی کبھی کبھی استفہام سے اس کے اصل معنی مراد نہیں ہوتے، بل کہ قرینہ سے دوسرے معانی سمجھے جاتے ہیں، مثلاً: نفی، انکار، اقرار، توبیخ، تعظیم، تحقیر، استبطاء، تعجب، تسویہ، تمنی، تشویق، اثبات، امر، نہی اور استہزاء، تفصیل درج ذیل ہے:

1-"النفي": یعنی انداز استفہامی ہو لیکن اس سے مراد نفی ہو جیسے: "**هل الدهر إلا ساعة ثم تنقضي**" (زمانہ نہیں ہے مگر ایک ساعت

جو گذر جاتی ہے)،اس میں "هل" "ليس" کے معنی میں ہے۔

2-"الإنــكــار": جیسے:"اب کون ہے جو یہ کام کر سکے؟"یعنی"کوئی نہیں"،اور جیسے قرآن میں ہے:﴿**أفي الله شك**﴾(إبراهيم:10) (کیا اللہ کے بارے میں کچھ شک ہے؟)یعنی"کچھ شک نہیں"۔

3-"التقرير": یعنی کسی بات کو اور مؤکد کرنے اور اس کو مضبوط کرنے کے لیے مخاطب کو ابھارنا کہ اقرار کرو کہ ایسا ہی ہوا ہے جیسا میں کہہ رہا ہوں، جیسے قرآن مجید میں ہے:﴿**ألم نشرح لک صدرک**﴾(الشرح:1) (اے محمد ﷺ! کیا ہم نے تمہارا سینہ کھول نہیں دیا؟)یعنی اقرار کرو کہ کھول دیا، یا﴿**أأنت فعلت هذا بآلهتنا يا إبراهيم**﴾ (الأنبياء: 62) (اے ابراہیم! کیا تم نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ حرکت کی ہے؟)یعنی اقرار کرو کہ تم نے ہی کیا ہے۔

4-"التوبيخ": جیسے:"کیا تم نے احسان کا یہی بدلہ دیا؟"اور جیسے قرآن میں ہے:﴿**أتستبدلون الذي هو أدنىٰ بالذي هو خير**﴾ (البقرة:61)(بھلا تم عمدہ چیزیں چھوڑ کر ان کے عوض ناقص چیزیں کیوں چاہتے ہو؟)۔

5-"التعظيم": جیسے:"وہ کون عظیم ہستی ہے جس کی شفاعت محشر میں قبول کی جائے گی؟"،اور جیسے قرآن میں ہے: ﴿**من ذا الذي يشفع عنده إلا بإذنه**﴾(البقرة:255) (ایسا کون ہے؟ جو سفارش کرے اس کے پاس، مگر اس کی اجازت سے)یعنی اس کی اجازت سے سفارش کرنے والا عظیم ہے۔

6-"التحقير": جیسے متنبّی کافور کی ہجو کرتے ہوئے کہتا ہے:"**من أيّة الطرق يأتي مثلک الكرم**"(آخر کس راستہ سے تم جیسے لوگوں کی طرف فیاضی آئے گی؟)یا جیسے:"کیا یہی وہ ہے جس کی تم نے بڑی تعریف کی تھی؟"،اور جیسے"تمہاری حیثیت ہی کیا ہے؟"۔

7-"الاستبطاء": کسی چیز کے بارے میں یہ چاہنا کہ وہ سست ہو جائے یا جلد آ جائے یا ختم ہو جائے: جیسے متنبّی کا یہ مصرع:"**حتّام نحن نساري النجم في الظلم**؟(آخر کب تک ہم ستاروں کے ساتھ اندھیرے میں چلتے رہیں گے؟)اس میں "حتّام" "إلى ما" یا "إلى أيّ وقت" کے معنی میں ہے، یعنی کاش یہ سلسلہ جلد ختم ہوتا، یا"**حتى متى وأنت في لهو وفي لعب**" (کب تک تم لہو ولعب میں لگے رہو گے؟)، یا جیسے قرآن کی یہ آیت:﴿**وزلزلوا حتى يقول الرسول والذين آمنو معه متى نصر الله**﴾ (البقرة:214)(اور وہ ہلا ڈالے گئے یہاں تک کہ رسول اور ان کے ساتھ ایمان لانے والے بول اٹھے کہ کب اللہ کی مدد آئے گی؟)۔

8-"التعجب": جیسے"کیا خدا کا رسول بھی کھاتا پیتا ہے؟"،اور جیسے"کیا تم اتنا جلد مجھے بھول گیے؟"،اور جیسے قرآن میں ہے:﴿**ما لهذا الرسول يأكل الطعام ويمشي في الأسواق**﴾(الفرقان:7) (یہ کیسا پیغمبر ہے؟ کہ کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے؟)یعنی یہ بات بڑی تعجب خیز ہے۔

9-"التسوية": جب کسی چیز کے دونوں پہلو برابر ہوں جیسے: ﴿**سواء علينا أوعظت أم لم تكن من الواعظين**﴾(الشعراء:136) (انہوں نے کہا:تم نصیحت کرو یا نہ کرو دونوں ہمارے لیے برابر ہے)۔

10-"التمني": کسی چیز کی تمنا کرنا جیسے:﴿**فهل لنا من شفعاء فيشفعوا لنا**﴾ (الأعراف: 53) (کیا ہمارے کچھ سفارشی ہیں جو ہماری سفارش کریں؟)۔

11-"التشويق": یعنی شوق دلانا، جیسے:"کیا میں تجھے کامیابی کا راز نہ بتا دوں؟"،اور جیسے"کون یہ انعام حاصل کرے گا؟اور جیسے قرآن

میں ہے: ﴿هل أدلكم على تجارة تنجيكم من عذاب أليم﴾(الصف: 10)(کیا میں تم کو ایسی تجارت بتاؤں؟ جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے؟)۔

ظاہر ہے کہ یہاں "هل أدلكم"،''تشویق'' کے لیے ہے۔

12-"الإثبات": جیسے ''کیا احسان کا بدلہ احسان نہیں ہے؟''یعنی'' ہے''،اور جیسے'' کیا والدین خدمت کے لائق نہیں ہیں؟''یعنی ''ہیں''،اور جیسے قرآن میں ہے:﴿هل جزاء الإحسان إلا الإحسان﴾(الرحمن:60)(کیا نیکی کا بدلہ نیکی نہیں ہے؟)یعنی'' ہے''۔

13-"الأمر": جیسے'' کیا تم نے میری بات سنی؟''یعنی''سنو!''۔اور جیسے قرآن پاک میں ہے:﴿فهل أنتم منتهون﴾(المائدة: 91)(تو کیا تم ان کاموں سے باز آؤ گے؟)یعنی''باز آجاؤ!''۔

14-"النهي": جیسے'' کیا غیروں کے آگے جھکتے ہو؟''یعنی''مت جھکو!''،اور جیسے'' کیا تم بے ہودہ لڑکوں کے ساتھ رہتے ہو؟''یعنی''ان کے ساتھ مت رہو!''،اور جیسے قرآن میں ہے:﴿أتخشونهم فالله أحق أن تخشوه﴾(التوبة: 13)(کیا تم ایسے لوگوں سے ڈرتے ہو؟ حالاں کہ ڈرنے کے لائق خدا ہے)یعنی'' ایسے لوگوں سے مت ڈرو!''۔

15-"الاستهزاء": جیسے:'' کیا جناب! آپ ہی کی عقل نے یہ فیصلہ کیا؟''۔اور جیسے قرآن پاک میں ہے: ﴿أهذا الذي يذكر آلهتكم﴾(الأنبياء:36)(کیا یہی شخص ہے؟ جو تمہارے معبودوں کا ذکر کیا کرتا ہے)۔

آیت کریمہ میں "أهذا"(استفہام)''استہزاء اور تحقیر'' کے لیے ہے۔

16-"التنبيه": جیسے:''تم کس راستہ پر چل پڑے ہو؟''یا''کہاں بھٹکتے پھرتے ہو؟''،اور جیسے قرآن میں ہے:﴿فأين تذهبون﴾(التكوير:26)(پھر تم کدھر جا رہے ہو؟)۔

معلومات کی جانچ

1- استفہام کی تعریف کیجئے۔

2- "هل"اور" همزه "کے مواضع استعمال مثالوں کے ساتھ لکھئے۔

3- استفہام جن مقاصد کے لیے استعمال ہوتا ہے ان میں سے پانچ کا ذکر مثالوں کے ساتھ کیجئے۔

3.7 تمنی

3.7.1 تمنی کی تعریف

علمائے بلاغت لکھتے ہیں:"التمني طلب أمر محبوب لا يرجى حصوله، إما لكونه مستحيلاً، وإما لكونه ممكناً غير مطموع في نيله" (تمنی کہتے ہیں کسی ایسی مرغوب اور پسندیدہ چیز کی تمنا کرنا، جس کے غیر ممکن یا مشکل ہونے کی وجہ سے حاصل ہونے کی امید نہ ہو)۔

3.7.2 تمنی کے الفاظ

علمائے بلاغت لکھتے ہیں:"**واللفظ الموضوع للتمني ليت**"، **وقد يتمنّى بهل، ولو، ولعلّ، لغرض بلاغي**".

یعنی اس کے لیے عام طور پر عربی میں "**ليت**"کا استعمال ہوتا ہے، جیسے قرآن کریم میں ہے:﴿**يا ليت لنا مثل ما أوتي قارون**﴾(**القصص: 70**)(جیسا مال ومتاع قارون کو ملا ہے،کاش!ایسا ہی ہمیں بھی ملے) ظاہر ہے کہ ایسا ہونا مشکل ہے،لہذا یہ تمنی ہے،اردو میں لفظ''کاش''کا استعمال ہوتا ہے،جیسے''کاش!جوانی لوٹ آتی''،اور''کاش!وہ وعدہ وفا کرتا''۔

اور کبھی بلاغت کے کسی خاص مقصد سے ان الفاظ کے ذریعہ بھی تمنا کی جاتی ہے:

1-"هل" (کیا) جیسے قرآن میں ہے:﴿**فهل لنا من شفعاء فيشفعوا لنا**﴾(**الأعراف: 53**)(تو کیا آج ہمارے کوئی سفارشی ہیں؟ کہ ہماری سفارش کریں) یعنی''کاش!کہ کوئی سفارشی ہوتا''۔

2-"لو"(اگر) جیسے قرآن میں ہے:﴿**فلو أن لنا كرة فنكون من المؤمنين**﴾(**الشعراء: 102**) (سو اگر ہمارے لیے دنیا میں ایک بار پھر جانا ہو،تم ہم ایمان والوں میں ہو جائیں) یعنی''کاش!کہ ایسا ہو جائے''۔

3-اور"لعلّ"(شاید) جیسے:"**لعلّي إلى من قد هويت أطير**" (کاش میں جسے چاہتا ہوں اس تک اڑ کر پہنچ جاتا)۔

گویا جس چیز کی آرزو وہوس کو پالینے کی امید یقینی درجہ میں کرتے ہوئے ان الفاظ کا استعمال کرنا جو ترجی کے لیے ہوتے ہیں، یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ میری آرزو پائے تکمیل کو یقیناً پہنچ جائے گی۔

3.7.3 ترجی کی تعریف اور اس کے الفاظ

علمائے بلاغت لکھتے ہیں:"**إذا كان الأمر المحبوب مما يرجى حصوله كان طلبه ترجياً، ويعبر فيه بلعلّ وعسى، وقد تستعمل فيه ليت لغرض بلاغي**".

یعنی اگر کوئی پسندیدہ چیز ایسی ہو جس کے حاصل ہونے کی امید ہو اس کو طلب کرنا یا اس کا انتظار کرنا اصطلاح میں "**ترجّي**"کہلاتا ہے،اور اس کے لیے عربی میں "**لعلّ**" یا "**عسى**" کا لفظ استعمال کرتے ہیں،جیسے قرآن میں ہے:﴿**فعسى الله أن يأتي بالفتح**﴾(**المائدة: 52**) (سو ممکن ہے کہ اللہ جلد فتح ظاہر فرمادے)اور:﴿**لعل الله يحدث بعد ذلك أمراً**﴾(**الطلاق: 1**)(شاید خدا اس کے بعد کوئی سبیل پیدا کردے)۔

اور کبھی بلاغت کے کسی مخصوص مقصد کے پیش نظر "**ليت**"کا استعمال بھی ترجی کے لیے ہوتا ہے،اور وہ اس وقت جب انسان اپنی امید کو خیال خام سمجھنے لگے،اور یہ ظاہر کرے کہ امید تو تھی لیکن ابھی اس چیز کو پانا بہت مشکل نظر آتا ہے اور گویا یہ محض ایک تمنا ہے اور اسی لیے تمنی کی تعبیر "**ليت**"کا استعمال کرتا ہے،جیسے متنبّی کا یہ شعر:

فيا ليت ما بيني وبين أحبّتي

من البعد ما بيني وبين مصائبي

(امید ہے کہ میرے اور میرے محبوب دوستوں کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہوگا جتنا میرے اور میرے مصائب کے درمیان ہوتا ہے) یعنی امید ہے کہ وہ اتنے قریب آجائیں گے اور مجھے اسی طرح داغ مفارقت نہیں دیں گے جیسے میری زندگی کے غم مجھے چھوڑ کر نہیں جاتے۔

معلومات کی جانچ

1- تمنی کی تعریف کیجئے۔

2- تمنی اور ترجی کا فرق مثالوں سے سمجھایئے۔

3- کن کن الفاظ سے تمنی یا ترجی ہوتی ہے؟ مثالوں کے ساتھ لکھئے۔

3.8 نداء

3.8.1 نداء کی تعریف اور اس کا مخصوص معنی

اہل بلاغت لکھتے ہیں: "**النداء طلب الإقبال بحرف نائب مناب أدعو**". (نداء کہتے ہیں کسی کے متوجہ کرنے یا اس کے متوجہ ہونے کے طلب کو، جس کے لیے کوئی ایسا حرف استعمال ہو جو "**أدعو**" کے قائم مقام ہو) یعنی اس کا مفہوم ہو: "میں تمہیں بلا رہا ہوں یا پکار رہا ہوں"۔

3.8.2 ادوات نداء اور ان کے اصل مواقع استعمال

ادوات نداء آٹھ ہیں، بلاغت کی کتابوں میں ہے: "**أدوات النداء ثمانية: الهمزة، وأي، ويا، وآ، وآي، وأيا، وهيا، ووا**".

"**الهمزة وآي لنداء القريب، وغيرهما لنداء البعيد**".

یعنی نداء کے لیے عربی میں آٹھ ادوات یا الفاظ استعمال ہوتے ہیں: **همزه، أي، يا، آ، آي، أيا، هيا، وا**۔

ان کے مواقع استعمال حسب ذیل ہیں:

(1) "**همزه**" اور "**أي**" کا استعمال کسی قریب میں موجود شخص کو پکارنے کے لیے ہوتا ہے:

"**همزه**" کا استعمال جیسے: "**أبني! إن أباک کارب يومه**" (اے میرے بیٹے! تمہارے باپ کی موت کا وقت قریب ہے)۔

"**أي**" کا استعمال جیسے: "**أي بني! أعِد علي ما سمعت مني**" (اے میرے بیٹے! تم نے جو مجھ سے سنا اسے مجھے پھر سے سناؤ) یا "**أي بنيّتي! إنک ترکت العشّ الذي فيه درجت والبيت الذي فيه نشأت**" (اے میری بیٹی تم نے وہ آشیانہ چھوڑ دیا جس میں پلی بڑھی، اور اس گھر کو الوداع کہہ دیا جس میں نشو نما پائی)۔

(2) اور بقیہ چھ یعنی **يا، آ، آي، أيا، هيا** اور **وا** کا استعمال دور کے کسی شخص کو بلانے کے لیے ہوتا ہے:

"**يا**" کا استعمال جیسے: ﴿**إني لأظنک يا موسىٰ مسحورا**﴾ (**الإسراء: 101**) (اے موسیٰ میرا خیال ہے کہ تم پر جادو کر دیا گیا ہے)۔

"**أيا**" کا استعمال جیسے: "**أيا رجال العقيدة! هبّوا ولا تخشوا في الله أحداً**" (اے عقیدہ پر قائم رہنے والو! اٹھو اور اللہ کے معاملہ میں کسی کا خوف نہ کھاؤ) یا "**أيا صاعد الجبل**" (اے پہاڑ پر چڑھنے والے) یا "**أيا عاملاً في الحقل اعمل جيّدا**" (اے کھیت میں کرنے والے، اچھی طرح کام کرو)۔

"**هيّا**" کا استعمال جیسے: "**هيا محمد! أقبل**" (اے محمد! فوراً آؤ)، اور "**هيا زاهد! تعال بسرعة**" (اے زاہد! جلد آؤ)۔

"**وا**" کا استعمال، کسی مرحوم کی تعریف کے لیے جیسے:

وا محسنا ملك النفوس ببرّه

وجرى إلى الخيرات سباق الخطا

(ہائے وہ کیسے محسن تھے جنہوں نے اپنی نیکیوں سے دلوں پر حکومت کی اور نیکیوں کی طرف تیز قدموں سے بڑھتے رہے)۔

یا نوحہ کے لیے: "**وا عيناه، وا أسفاه**". (ہائے میری آنکھیں، ہائے افسوس)۔

"آ" اور "آي" قلیل الاستعمال ہیں۔

3.8.3 ادوات نداء اوران کے ثانوی مواقع استعمال

علمائے بلاغت لکھتے ہیں:

"**قد ينزّل البعيد منزلة القريب فينادى بالهمزة وأي، إشارة إلى قربه من القلب، وحضوره في الذهن**".

"**وقد ينزّل القريب منزلة البعيد فينادى بغير الهمزة وأي، إشارة إلى علوّ مرتبته، أو انحطاط منزلته، أو غفلته وشرود ذهنه**".

یعنی کبھی بعید کو قریب کے درجہ میں رکھا جاتا ہے تو "**همزه**" اور "**أي**" سے پکارا جاتا ہے، اور اشارہ ہوتا ہے کہ وہ دل سے قریب ہے اور ذہن ودماغ میں رچ بس گیا ہے، اور اس کے برعکس کبھی قریب کو بعید کے درجہ میں رکھا جاتا ہے تو "**همزه**" اور "**أي**" کو چھوڑ کر بقیہ حروف سے آواز دی جاتی ہے، اور اس میں اس طرف اشارہ ہوتا ہے کہ یا تو اس کا مرتبہ بلند ہے، یا اس کا رتبہ گھٹ گیا ہے، یا اس کی غفلت اور بے توجہی کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

یعنی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ منادیٰ دور ہے، مگر اس سے غایتِ تعلق کی بنا پر وہ ذہن میں حاضر اور دل سے قریب ہے، لہذا اس کے لیے قریب والے الفاظ ندا استعمال کر لیتے ہیں، جیسا کہ عاشق اپنے محبوب کے لیے استعمال کرتا ہے۔

اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ منادیٰ تو قریب ہے، مگر وہ اپنی رفعت شان کی وجہ سے بلند اور دور نظر آتا ہے، اسی طرح اپنے پست درجے کی وجہ سے الگ اور بعید نظر آتا ہے، ایسے ہی اپنی غفلت اور عدم توجہی کی وجہ سے ایسا لگتا ہے کہ وہ یہاں نہیں، تو ایسی صورت میں اس کے لیے بعید والے الفاظ نداء استعمال کرتے ہیں۔

3.8.4 نداء کے دیگر معانی

علمائے بلاغت کہتے ہیں: "**يخرج النداء عن معناه الأصلي إلى معان أخرى تستفاد من القرائن، كالزجر، والتحسّر، والإغراء**"....

یعنی کبھی نداء سے اس کے اصل معنی مراد نہیں ہوتے، بل کہ قرینہ سے دوسرے معانی سمجھے جاتے ہیں، ان میں مشہور معانی یہ ہیں: "اشتعال وترغیب، زجر، استغاثہ، اظہار حسرت وغم، اظہار حیرت وبے چینی"۔

1-اشتعال وترغیب: اس کا مطلب کسی بات پر بھڑکانا اور مزید بیان کرنے کی رغبت دلانا ہے، جیسے: "**يا مظلوم تكلم**" (اے مظلوم! کہہ) اس سے کہا جائے، جو کسی کا ظلم وزیادتی بیان کر رہا ہو، تو چوں کہ وہ پہلے سے متوجہ ہے، اس لیے یہاں ندا، اپنے اصل معنی کے لیے نہیں ہے، بل کہ مخاطب کے جذبات ابھار کر، اسے اپنی مظلومیت کے خوب ظاہر کرنے اور ظالم کی خوب شکایت کرنے پر آمادہ کرنا، اور رغبت دلانا ہے۔

2-زجر: اس کا مطلب مخاطب کو ڈانٹنا اور ملامت کرنا ہے، جیسے: "**یا قلب! ویحک ماسمعت لناصح**" (''اے دل! تیرا برا ہو، تو نے ناصح کی ایک نہ سنی) یا جیسے کہتے ہیں: ''اے دل! بڑھاپا آچکا، اور تو عشق و مستی میں ڈوبا ہے'' اس میں نداء متوجہ کرنے کے لیے نہیں ہے؛ بل کہ اسے اس طرز عمل پر جھڑکنے اور ملامت کرنے کے لیے ہے۔

3-استغاثہ: اس سے مراد فریاد کرنا اور مدد چاہنا ہے، جیسے ''یا اللہ!'' یعنی ''اے اللہ ہماری فریاد سن لے اور مدد کر''، اور جیسے قرآن پاک میں ہے: ﴿**رب إن قومي كذبون**﴾ (الشعراء: 117) (پروردگار! میری قوم نے تو مجھے جھٹلا دیا)۔

یہاں "رب" اصل میں "یا رب" ہے، اور یہ ندا، استغاثہ کے لیے ہے۔

4-اظہار حسرت وغم: جیسے قرآن میں ہے: ﴿**یا لیتني کنت ترابا**﴾ (النبأ: 40) (اے کاش! میں مٹی ہوتا)۔

یہاں بھی "**یا لیتني**" کی ندا، اپنے اصل معنی میں نہیں؛ بلکہ اظہار حسرت وغم کے لیے ہے۔

5-اظہار حیرت: جیسے: "**أیا قبر معن کیف واریت جوده**" (اے معن کی قبر! آخر کیسے تم نے اس کی فیاضی پر مٹی ڈال کر اسے چھپایا؟)۔

یہاں بھی قبر کو خطاب حیرت کے لیے ہے، کوئی اسے واقعی پکارنا مقصود نہیں چونکہ قبر میں سننے کی صلاحیت نہیں۔

معلومات کی جانچ

1- نداء کی تعریف کیجئے۔

2- " همزه " اور " أي " کے مواقع استعمال مثالوں کے ساتھ لکھئے۔

3- بقیہ ادوات نداء کو مثالوں سے سمجھایئے۔

3.9 خلاصہ

انشاء وہ کلام ہے جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہا جا سکے، مثلاً: استاذ نے کہا: ''دل لگا کر پڑھو''، ''کھیل کود مت کرو''، تو اس کو سچا یا جھوٹا نہ کہا جائے گا؛ کیوں کہ سچ یا جھوٹ کا احتمال وہاں ہوتا ہے، جہاں کسی چیز کے ہونے؛ یا نہ ہونے کی خبر دی جائے، اور یہاں ایسا نہیں ہے؛ لہذا یہ انشاء ہے، یہ بات ذہنوں میں تازہ کر لیں کہ خبر کی طرح انشاء میں بھی جملہ کے دو ارکان ہوتے ہیں: محکوم علیہ یا مسند الیہ اور محکوم بہ یا مسند۔

انشاء کی دو قسمیں ہیں: (۱) غیر طلبی (۲) طلبی۔

انشاء غیر طلبی وہ انشاء ہے جس میں طلب کے معنی نہ ہوں: یعنی اس کے ذریعہ کسی چیز کو طلب نہ کیا جائے۔ انشاء کی یہ قسم (غیر طلبی) علم معانی کی بحث سے خارج ہے، اور انشاء طلبی وہ انشاء ہے جس میں طلب کے معنی ہوں: یعنی اس کے ذریعہ کسی ایسی چیز کو طلب کیا جائے، جو اس وقت حاصل نہیں؛ جیسے ''انشاء کی تعریف بتاؤ''، ''بلاغت کس کو کہتے ہیں؟''۔

انشاء طلبی کی پانچ صورتیں ہیں: (1) امر جیسے: "**أحب لغیرک ما تحب لنفسک**" (2) نہی جیسے: "**لا تطلب من الجزاء إلا بقدر ما صنعت**" (3) استفہام جیسے: "**هل یعقل الحیوان؟**" (4) تمنی جیسے: "**لیت الشباب یعود یوماً**" (5) نداء جیسے: "**یا شجاع**

أقدِم“ (اے بہادر! اقدام کر)۔

خود کو بلند سمجھ کر کسی سے کوئی کام طلب کرنا ”امر“ کہلاتا ہے، جیسے: ”ایک گلاس پانی لاؤ“، ”یہ کتاب احمد کو دے دو“ وغیرہ۔ اور جیسے قرآن پاک میں ہے: ﴿یا یحيٰ خذ الکتاب بقوة﴾ (مریم: 12) اے یحییٰ ہماری کتاب کو زور سے پکڑے رہو۔

امر کے چار صیغے ہیں: 1- فعل امر: جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿أقم الصلاة لدلوك الشمس إلى غسق الليل﴾ (الإسراء: 78) (سورج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک نمازیں پڑھا کیجیے) یا ﴿وأقِيموا الصلوة﴾ (البقرة: 43)۔ 2- فعل مضارع مقرون بہ لامِ امر: جیسے قرآن میں ہے: ﴿لِينفِق ذو سعة مِن سعتِهِ، ومن قدِر عليهِ رِزقه فلينفِق مِما آتاه الله﴾ (الطلاق: 7) (وسعت والے کو چاہیے کہ اپنی گنجائش کے مطابق خرچ کرے، اور جس کی کم آمدنی ہو تو اللہ نے جو دیا ہے اسی کے مطابق خرچ کرے)۔ 3- اسم فعل امر: جیسے: ﴿یا أیها الذِین آمنوا علیکم نفسکم لا یضرکم من ضل إذا اهتدیتم﴾ (المائدة: 105) (اے ایمان والو! تم پر تمہاری ذمہ داری ہے، اگر تم راہ راست پر ہو تو، تو جو گمراہ ہو وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا)۔ 4- مصدر جو فعلِ امر کا قائم مقام ہو: جیسے: ﴿وبالوالدین إحسانا﴾ (الإسراء: 23)، کبھی کبھی امر سے اس کے اصل معنی مراد نہیں ہوتے، بل کہ حسب حال دوسرے معانی مراد لیے جاتے ہیں؛ مثلاً: ارشاد، دعاء، التماس، تمنا، اباحت، تخییر، تسویہ، تعجیز، تہدید، اہانت، امتنان، اکرام۔

خود کو بڑا جان کر کسی کو کسی کام سے منع کرنا ”نہی“ کہلاتا ہے، جیسے ”بازار مت جا“، ”خالد کے ساتھ مت رہ“ وغیرہ۔ اور جیسے قرآن پاک میں ہے: ﴿ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضاً﴾ (الحجرات: 12) (اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کیا کرو، اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے)، نہی کا صرف ایک ہی صیغہ ہوتا ہے اور وہ ہے لائے نہی کے ساتھ فعل مضارع: ”لا تفعل“، لیکن امر کی طرح کبھی نہی سے بھی حقیقی معنی مراد نہیں ہوتے، بل کہ بہ اعتبار قرینہ دوسرے معانی مراد لیے جاتے ہیں؛ مثلاً دعاء، التماس، تمنا، ارشاد، توبیخ، تیئیس، تہدید، تحقیر۔

کسی چیز کے بارے میں جو پہلے سے معلوم نہ ہو سوال کرنا یا کسی ایسی چیز کے علم کو طلب کرنا جو پہلے سے حاصل نہ تھا ”استفہام“ کہلاتا ہے، عربی میں استفہام کے لیے مخصوص الفاظ ہیں، لیکن ان میں ”همزه“ اور ”هل“ کے کچھ مخصوص مواقع استعمال ہیں، اور بقیہ ادوات کے دوسرے استعمالات ہیں، کبھی کبھی استفہام سے اس کے اصل معنی مراد نہیں ہوتے، بل کہ قرینہ سے دوسرے معانی سمجھے جاتے ہیں، مثلاً: نفی، انکار، اقرار، توبیخ، تعظیم، تحقیر، استبطاء، تعجب، تسویہ، تمنی، تشویق، اثبات، امر، نہی اور استہزاء وغیرہ۔

تمنی کہتے ہیں کسی ایسی مرغوب اور پسندیدہ چیز کی تمنا کرنا، جس کے غیر ممکن یا مشکل ہونے کی وجہ سے حاصل ہونے کی امید نہ ہو اور اگر کوئی پسندیدہ چیز ایسی ہو جس کے حاصل ہونے کی امید ہو اس کو طلب کرنا یا اس کا انتظار کرنا اصطلاح میں ترجی کہلاتا ہے۔

نداء کہتے ہیں کسی کے متوجہ کرنے یا اس کے متوجہ ہونے کے طلب کو، جس کے لیے کوئی ایسا حرف استعمال ہو جو ”أدعو“ کے قائم مقام ہو)، نداء کے لیے عربی میں آٹھ ادوات یا الفاظ استعمال ہوتے ہیں: همزه، أي، یا، آ، آي، أیا، هیا، وا، کبھی نداء سے اس کے اصل معنی مراد نہیں ہوتے، بل کہ قرینہ سے دوسرے معانی سمجھے جاتے ہیں، مثلاً: اشتعال وترغیب، زجر، استغاثہ، اظہار حسرت وغم اور اظہار حیرت وغیرہ۔

3.10 نمونے کے امتحانی سوالات

درج ذیل سوالات کے جواب تیس تیس سطروں میں لکھئے:

1- امر کے صیغے اپنے مشہور معانی کے علاوہ اور کیا معنی دیتے ہیں؟ مثالوں کے ساتھ لکھیں۔

2- نہی کے صیغے اپنے مشہور معانی کے علاوہ اور کیا معنی دیتے ہیں؟ مثالوں کے ساتھ لکھیں۔

3- استفہام کے ادوات اپنے مشہور معانی کے علاوہ اور کیا معنی دیتے ہیں؟ مثالوں کے ساتھ لکھیں۔

حسب ذیل سوالات کے جواب پندرہ پندرہ سطروں میں لکھئے:

1- امر، نہی، استفہام، تمنی اور ندا ء کی تعریف مثالوں کے ساتھ لکھیں۔

2- انشاء غیر طلبی اور انشاء طلبی کی تعریف لکھیں اور ان کی اقسام پر مثالوں کے ساتھ ایک نوٹ لکھیں۔

3- ادوات نداء آٹھ ہیں، ان میں قریب کے لیے کون اور بعید کے لیے کون سے الفاظ استعمال ہوتے ہیں، اور کیا کبھی وہ اپنے مخصوص مواقع استعمال کے برعکس بھی استعمال ہوتے ہیں؟ مفصل لکھیں۔

3.11 سفارش کردہ کتابیں

1-	مختصر المعاني	سعدالدین تفتازانی
2-	علم المعاني	عبدالعزیز عتیق
3-	البلاغة فنونها وأفنانها (علم المعاني)	فضل حسن عباس
4-	دروس البلاغة	مشترکہ تصنیف: حفنی ناصف، محمد دیاب، سلطان محمد، مصطفیٰ طمّوم
5-	البلاغة الواضحة	مشترکہ تصنیف: علی الجارم و مصطفیٰ امین